AMJRT 1:2 (2019) pp. 69-92 ISSN: 2663-4392

اسلامی ریاست کے خلاف سازشوں کے سد باب کے لئے راہنما اصول: مسجدِ ضرار کے انہدام کا فقہ السیرہ اور عصری قوانین کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

The Guiding Principles of Preventing Conspiracies Against Islamic State: The Analytical Study of Demolishing of Masjid al-Dirār

سعید الحق جدون *

زینب معین **

Abstract

Now a day the conspiracy against the leading countries of the Islamic world has become a tragedy under a plan. The examples of Iraq, Lebia, Palestine, and Syria are before us and now these kinds of events are also made against Saudi Arab and Pakistan. So, the protection of every country and its state for preventing conspiracies against it in an effective and successful policy should be adopted, in this aspect there is a great deal of leading can be handed. In the field from the life of the Holy Prophet (saw), we can get an effective policy, to solve the important issues of the modern era about the protection of the state. Our Holy Prophet (saw) adopted the arrangements for the protection of Islamic State of Madinah. One such example is the demolishing of Masjid al-Dirār. Which was conspiracy against the Islamic State of Madinah and completion of hypocritic agenda. Many principles of fiqh-us sīrah are drawn from this incident about the state protection. In this article, we discuss the principles of the protection of Islamic State in the light of Masjid al-Dirār incident and Modern National and international laws.

Keywords: Holy Prophet, Masjid al-Dirār, Conspiracy, Islamic State, Protection, Principles, Fiqh-us Sīrah, Modern Laws.

* پی ایچ ڈی سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی مردان saeedulhaqjadoon@gmail.com-

** لیکچرار، فیکلٹی آف اسلامک اینڈ اورینٹل لرننگ، فاطمہ جناح ویمن یونیورسٹی، راولپنڈی zainab.moinfjwu@gmail.com۔

تمہید

ریاست کے خلاف سازش ایک مذموم عمل ہے، عصر حاضر میں اسلامی ریاستوں کے خلاف سازش تو ایک المیہ بن گیا ہے۔ عالم اسلام کے سر کردہ ممالک کے خلاف ایک منصوبے کے تحت کبھی بغاوت، تو کبھی فرقہ واریت کی شکل میں تحریکیں چلائی جاتی ہے۔ جس کا مقصد ان اسلامی ممالک کی بنیادیں کھوکھلا کر دینا ہے۔ اس قسم کی تخریبی کاروائیوں سے متاثر ریاستوں کے باسی سخت تکلیف اور پریشانی سے دوچار ہوا کرتے ہیں۔ عراق، لیبیا، فلسطین، ترک اور شام کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ اب تو ہمارے پیارے وطن پاکستان اور ہمارے دینی مرکز سعودی عرب کے خلاف بھی اس قسم کی سازشیں کی جارہی ہیں، جس کا مشاہدہ ہم آئے روز کرتے آرہے ہیں۔ اس لئے عالم اسلام کے ہر ملک اور ہر ریاست کی حفاظت اور اس کے خلاف سازشوں کی روک تھام کے لئے مؤثر حکمت عملی اختیار کرنا چاہیئے۔ قرآن وسنت سے اس بارے میں کافی راہنمائی ملتی ہے، نبی کریم ﷺ کی عملی زندگی سے بھی ہمیں اس باب میں ایک مؤثر حکمت عملی اختیار کرنے کی ہدایات ملتی ہیں۔ اس لئے اس امر کی ضرورت ہے کہ دورِ حاضر کے اس اہم مسئلے کے حل کے لئے ہم سیرتِ طیبہ سے استفادہ کرکے وہی طریقہ کار اپنائیں، جو نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست کے بچاؤ کے لئے اپنایا تھا۔

مدینہ منورہ میں تشریف آوری کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہاں ریاست کی ضرورت واہمیت کو مدنظر رکھ کر اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی۔ جس کے تمام نظام ہائے ریاست ایک قابل تقلید نمونہ ہیں، چاہے وہ عدالتی نظام ہو یا تعلیمی نظام، داخلی پالیسی ہو یا بین الاقوامی، معاشی نظام ہو یا دفاعی، ہر حوالے سے عہدِ رسالت میں جو اصول وضع ہوئے، وہ ایک معیاری ریاست کی بنیادی ضرورت ہے۔ نبی مکرم ﷺ مثالی ریاست قائم کرنے کے لئے جس طرح تدابیر اختیار فرماتے، اسی طرح ریاست کی حفاظت کے لئے بھی آپ ﷺ ہر موقع پر مؤثر حکمتِ عملی اختیار فرماتے تھے۔ داخلی اور خارجی ہر طرح کی سازشوں کا ادراک کرکے اس کا قلع قمع کرتے۔ جس کی ایک مثال سیرت طیبہ میں مسجد ضرار کی تعمیر ہے۔ جو ظاہراً مسجد تھی لیکن حقیقتاً منافقین کے بیرونی ایجنڈے کی تکمیل کے لئے مدینہ منورہ کے اسلامی ریاست میں رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف روم کی سازش کو کامیاب بنانے کی منصوبہ بندی تھی۔ اس حوالے سے منافقین یہ مقصد تھا کہ مسجدِ ضرار کو مرکز بنا کر اس سے پیغمبر ﷺ، اُن کے متبعین صحابہ کرامؓ اور مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست کو نشانہ بنایا جائے۔ منافقین کی یہ سازش ناکام ہوئی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی اطلاع دی، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو حکم دیا کہ وہ اس مسجد کو ڈھادیں اور جلا کر پیوندِ زمین کریں۔ مسجدِ ضرار کا یہ واقعہ صرف عہد رسالت تک محدود نہیں بلکہ آنے والے ہر دور میں اس واقعہ نے عالمِ اسلام میں مختلف اسلامی ریاستوں کے

خلاف سازشوں اور مذموم منصوبوں سے بچنے کے لئے وہ اصول و قوانین چھوڑ دیے، جو رہتی دنیا تک قابل عمل رہیں گے۔ ایک معاصر محقق دکتور علی محمد الصّلابی اس حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:"إن مسجد الضرار ليس حادثة في المجتمع الإسلامي الأول وانقضت بل هي فكرة باقية، يخطط لها باختيار الأهداف العميقة، وتختار الوسائل الدقيقة لتنفيذها، وخططها تصب في التآمر على الإسلام وأهله بالتشويه وقلب الحقائق، والتشكيك، وزرع بذور الفتن لإبعاد الناس عن دينهم وإشغالهم بما يضرهم ويدمر مصيرهم الأخروي"[1]

> ترجمہ: "مسجد ضرار کا واقعہ محض ابتدائی اسلامی معاشرہ کا کوئی حادثہ نہیں ہے جو رونما ہو کر ختم ہوا بلکہ یہ رہتی دنیا کے لئے ایک سوچ اور فکر کا نام ہے، یہ واقعہ گہرے اہداف کے حصول کے لئے طریقہ کار اور اس کے نفاذ کے لئے دقیق وسائل اختیار کرنے کی رہنمائی کرتا ہے، اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہونے والی سازشوں، دینی حقائق کو مسخ کرنے کی کاوشوں، مسلمانوں میں شک پھیلانے اور فتنوں کے بیج بونے کی کارروائیوں اور انہیں بے راہروی کی طرف لے جانے والے اقدامات اور اخروی بربادی کے اسباب اختیار کرنے کے خلاف منظم اقدامات کی راہنمائی کرتا ہے۔"

اس واقعہ سے ریاست کے خلاف مذموم سازشوں کی روک تھام کے حوالے سے کئی پہلو سامنے آتے ہیں، اس طرح عصر حاضر کی قومی اور بین الاقوامی قوانین میں بھی اس حوالے سے کئی شقیں ایسی ہیں جو ان اصول کی تائید کرتی ہیں، اس لئے اس آرٹیکل میں مسجدِ ضرار کے واقعہ کے تناظر میں اسلامی ریاست کے خلاف مذموم عزائم اور خطرناک منصوبہ بندیوں کی روک تھام کے لئے بعض اہم حکمت عملیوں اور احتیاطی تدابیر کی نشاندہی کی جائے گی، ساتھ ہی اسلامی ریاست کے بچاو میں واقعہ مسجدِ ضرار سے مستنبط اصول کی تائید میں عصری قوانین کا بھی تجزیہ پیش کیا جائے گا، تاہم اس سے پہلے ریاست کا تعارف بیان کیا جاتا ہے۔

سابقہ تحقیقات کا جائزہ

مسجدِ ضرار کا واقعہ قرآن اور سیرت دونوں سے تعلق رکھتا ہے، اس لئے اس واقعہ سے مسائل کے استنباط میں احکام القرآن کی تفاسیر اہم مصادر ہیں۔ أبو عبد الله محمد بن أحمد کی تفسیر قرطبیؒ، ابو بکر جصاص کی تفسیر أحکام القرآن، امام رازي کی تفسیر الکبیر سمیت احکام القرآن کی تفاسیر میں اس واقعہ سے استنباطات کئے گئے ہیں، جو اس باب میں سابقہ کام ہے۔ جہاں تک سیرت کا تعلق ہے تو فقہ السیرہ کے عنوان سے جو کتابیں ہیں، وہ اس حوالے سے سابقہ کام ہے۔ محمد بن محمد ابو شھبہ کی السيرة النبوية في ضوء القرآن والسنة، البوطي، محمد سعید رمضان البوطی کی فقه السيرة، محمد بن عبد الوھاب کی زاد المعاد، علي بن نایف کی السيرة

---

[1] علي محمد الصّلابي، السيرة النبوية، دروس وعبر في تربية الأمة وبناء الدولة (بیروت: دار العلم، 2000ء)، 9:100۔

النبوية: دروس وعبر اور دکتور علي محمد الصّلابي کی "السيرة النبوية، دروس وعبر في تربية الأمة وبناء الدولة" جیسی کتابوں میں اس واقعہ کے ذیل میں مسائل اور احکام واصول کا استنباط کیا گیا ہے۔ اس موضوع یعنی "مسجد ضرار اور ریاستی اصولِ دفاع" پر مقالہ نگار کے معلومات کے مطابق نہ کوئی مستقل کتاب ہے اور نہ ہی آرٹیکل۔ مذکورہ تفاسیر اور فقہ السیرہ کی کتابوں سے اس مقالہ میں صرف ان اصول کو جمع کیا گیا ہے، جو ریاست کی دفاع سے متعلقہ ہیں، پھر ان اصول و قوانین کی تائید میں قومی اور بین الاقوامی قوانین کو بطورِ استشہاد پیش کیا گیا۔ اس مقالے اور سابقہ کام میں فرق یہ ہے کہ سابقہ کام میں یہ اصولِ دفاع مختلف کتابوں میں بکھرے پڑے تھے، اس مقالے میں ان اصول کو جمع کیا گیا اور معاصر قومی اور بین الاقوامی قوانین سے اس کا تطبیقی مطالعہ پیش کیا گیا ہے، جو سابقہ کام میں نہیں ہے۔

ریاست کی تعریف

لفظ "ریاست" کا مادہ "راس" ہے، جس کو لفظ "رئیس" سے اخذ کی گئی ہے، جس کے معنیٰ ہیں: سردار، سربراہ۔ اس مادہ کے متعلق علامہ ابن منظور فرماتے ہیں: رَأَسَ القومَ صار رئيسَهم ومُقَدَّمَهم"[2] رَأَسَ القومَ کا معنیٰ ہے قوم کا رئیس اور سردار بننا"۔

ریاست کے معنیٰ ایسی معاشرتی تنظیم ہے، جس میں ایک یا ایک سے زیادہ افراد کی حاکمانہ سربراہی یا حاکمیت قائم ہو۔ انگلش میں ریاست کے لئے "State" کا لفظ استعمال ہوتا ہے، جو لاطینی زبان میں Status Rei Publicae سے ماخوذ ہے، جس کے معنیٰ "عوامی معاملات کا قیام" ہے۔ لاطینی اصطلاح کے دوسرے حصے میں ترمیم ہو کر انگریزی میں ری پبلک Republic یعنی جمہوریہ بن گیا۔[3]

یونانی فلسفی ارسطو کے مطابق ریاست شہروں اور دیہاتوں کا ایسا اتحاد ہے، جس کا مقصد ایک مکمل اور خود کفیل زندگی کا حصول ہے۔ جسے ہم بہتر اور باعزت زندگی سے تعبیر کر سکتے ہیں۔[4] ماہرِ عمرانیات میک آئیور ریاست کی تعریف کرتے ہوئے لکھتا ہے: "ریاست ایک انجمن ہے جو قانون کے ذریعے قائم ہوتی ہے اور اس قانون کو ایک ایسی حکومت نافذ کرتی ہے جو جابرانہ قوت کے ساتھ ایسا کرنے کی مجاز ہو۔ اور ایک مخصوص علاقے کے لوگوں میں معاشرتی نظم کے عالمگیر خارجی حالات کو برقرار رکھتی

---

[2] محمد بن مکرم ابن منظور الأفریقي، **لسان العرب** (بیروت: دار صادر، س۔ن)، 6:91۔

[3] محمد اعظم چوہدری، **سیاسیات، نظریات اور اصول** (کراچی: غضنفر اکیڈمی، 2003ء)، 89۔

[4] ایضاً۔، 90۔

ہے۔"[5] ماہرِ سیاسیات پروفیسر لاسکی کا کہنا ہے کہ "ریاست ایک علاقائی معاشرہ ہے جو حکومت اور رعایا میں منقسم ہوتا ہے اور جو مقررہ طبعی علاقے میں باقی تمام اداروں پر برتری رکھتا ہے"۔[6] اسلامی معاشرے میں ریاست محض چند ہیئتوں کا نام نہیں ہے جیسا کہ دیگر معاشروں میں ہوتا ہے بلکہ اسلامی معاشرے میں ریاست ایک نامیاتی وجود بن جاتی ہے، جس کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ اس میں عوام اور حکمرانوں کا ایک رابطہ اور تعلق ہوتا ہے:

> It can scarcely be doubted that the government in an Islamic State is not merely a set of forms, but an organism intimately associated with the structure of society and the character and ideas of the governed, and there is a constant interplay between governors and governed.[7]

> "اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلامی ریاست محض چند ہیئتوں کا نام نہیں ہے بلکہ یہ ایک نامیاتی حقیقت ہے جو معاشرے کی ساخت، عوام کے کردار اور تصورات کے ساتھ براہِ راست وابستہ ہے اور اس میں عوام اور حکمرانوں کے درمیان ایک مستقل رابطہ اور تعلق کار موجود رہتا ہے۔"

خلاصہ یہ کہ ریاست سے مراد ایک ایسی معاشرتی تنظیم ہے جس میں ایک یا ایک سے زیادہ افراد کی حاکمانہ سربراہی قائم ہو، ریاست افراد پر مشتمل ایسا ادارہ ہوتا ہے جس کی تشکیل کے لئے ایک ایسی مستقل خطہ زمین کی ضرورت ہوتی ہے جہاں کچھ لوگ آباد ہوں، وہ خود مختار ہو، اور اس کے نظام کو چلانے کے لئے حکومت کا وجود لازمی ہوتا ہے۔ مختصراً یہ کہ چار عناصر "آبادی، خطہ زمین، حکومت اور حاکمیت" مل کر ایک ریاست کی تشکیل کرتے ہیں اور جب یہ ریاست قرآن وسنت کے اصول کے مطابق قائم ہو تو اسلامی ریاست کہلاتی ہے۔

مسجد ضرار کا تاریخی پس منظر

مدینہ کے قبیلہ خزرج سے تعلق رکھنے والے ابو عامر الراھب اس واقعہ کے بنیادی شخص تھے۔ عہد جاہلیت میں اس نے عیسائیت اختیار رکھی تھی۔ قبیلہ خزرج میں اس کی بڑی قدر کی جاتی تھی۔ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی اجتماعیت قائم ہوگئی اور اسلام کا بول بالا ہو گیا جس پر دیگر بہت سے حاسدین اور اسلام دشمنوں کی طرح ابو عامر بھی پریشان ہوئے اور کھل کر رسول اللہ ﷺ کی دشمنی پر اتر آئے۔ کچھ عرصہ بعد بھاگ کر مکہ مکرمہ کے کفار کے پاس پہنچے اور انھیں مسلمانوں کے

---

[5] محمد اعظم چوہدری، سیاسیات، نظریات اور اصول، 91۔

[6] ایضاً۔

[7] Hamilton Gibb and Harold Bowen, *Islamic Society and the West* (London: Oxford University Press, 1950), 9.

خلاف جنگ پر اکساتے رہے۔ پھر جب اس نے دیکھا کہ مسلمانوں کا معاملہ مسلسل ترقی پذیر ہے تو شاہِ روم ہر قل [8] کے پاس گئے۔[9] اس کے ساتھ قبیلہ ثقیف سے عبد بن یا لیل اور قبیلہ قیس سے علقمہ بن علاثہ بھی تھے، لیکن آخر الذکر دونوں حضرات نے واپس آکر نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیعت کی اور مشرف بہ اسلام ہوئے۔[10] جب کہ ابو عامر وہاں رہے اور نبی کریم ﷺ کے خلاف شاہِ روم سے مدد چاہی، ہر قل نے اس سے وعدہ کیا اور اپنے تعاون کی یقین دہانی کی تو اس نے وہاں قیام اختیار کر کے منافقینِ مدینہ کی اپنی جماعت کو ہر قل کے وعدے کی خبر دی اور انھیں یہ حکم دیا: "ابنوا مسجداً واستعدوا بما استطعتم من قوة ومن سلاح فإني ذاهب إلى قيصر ملك الروم فآتي بجنود من الروم وأخرج محمداً وأصحابه۔"[11] یعنی "ایک مسجد بنادیں اور اسلحے اور سامان کے اعتبار سے تیاری کر لیں، میں روم کے بادشاہ قیصر کے پاس گیا ہوں، وہ روم سے ایک لشکر بھیجے گا اور میں (مدینہ منورہ سے) محمد ﷺ اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نکالوں گا۔"

منافقین نے ابو عامر کے حکم پر اس سازشی منصوبے کی تکمیل کے لئے مسجد کی تعمیر شروع کی، اس مسجد کی تعمیر میں بارہ افراد نے حصہ لیا۔ علامہ عبد الرحمن سہیلی کے مطابق ان بارہ افراد میں خذام بن خالد، معتب بن قشیر، ابو حبیبہ بن الأزعر، ثعلبہ بن حاطب، عباد بن حنیف، ابن عامر کی باندی اور اس کے دو بیٹے، نبتل بن الحارث، بحزج، بجاد بن عثمان اور ودیعہ بن ثابت شریک تھے۔[12] جب رسول اللہ ﷺ رجب 9ھ کو غزوہ تبوک کے لئے جا رہے تھے تو مسجد ضرار کی تحریک چلانے والے یہی لوگ آئے اور عرض کیا کہ ہم نے ان کمزور اور معذور لوگوں کے لئے مسجد بنائی ہے جو ٹھنڈی اور اندھیری رات میں مسجد نبوی ﷺ نہیں جا سکتے ہیں اس لئے ہم یہ پسند کرتے ہیں کہ آپ آئیں اور اس میں نماز پڑھائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "إني على جناح سفر وحال شغل، ولو قدمنا إن شاء الله أتيناكم فصلينا بكم فيه"[13] یعنی "میں ابھی پابہ رکاب ہوں اور مصروف ہوں

---

[8] ہر قل کا پورا نام فلاوی یس ہر قل اگستس تھا، 575ء کو موجودہ ترکی میں پیدا ہوئے۔ 610ء سے 641 تک بازنطینی روم کا بادشاہ تھا، اس کے والد ہر قل کبیر تھے، انھوں نے یونانی زبان متعارف کی، اس کے پیشرو فوکاس تھے۔ 11 فروری 641ء کو 65 یا 66 سال کی عمر میں فوت ہوئے۔
شمس الدین أحمد بن محمد ابن خلکان، **وفیات الأعیان وأنباء أبناء الزمان**، (بیروت: دار صادر، 1994ء)، 5:58۔

[9] ا إسماعیل بن عمر بن کثیر، **تفسیر القرآن العظیم** (بیروت: دار طیبة للنشر والتوزیع، 1999ء)، 4:210۔

[10] محمد بن جریر الطبری، **جامع البیان** (بیروت: مؤسسة الرسالة، 2000ء)، 1:474۔

[11] ابن کثیر، **تفسیر القرآن العظیم**، 4:210۔

[12] اعبد الرحمن بن عبد اللہ لسھیلی، **الروض الأنف** (بیروت: دار إحیاء التراث العربي، 2000ء)، 7:405۔

[13] محمد بن عمر الواقدي، **مغازي الواقدي** (بیروت: دار الأعلمي، 1989ء)، 3:1046۔

اور اگر ہم واپس آئے تو ان شاءاللہ آپ کے پاس آوں گا اور آپ کے لئے اس (مسجد) میں نماز پڑھادوں گا۔ نبی کریم ﷺ تبوک گئے، بیس دن تک وہاں قیام کرنے کے بعد جب واپس روانہ ہوئے تو ابھی راستے میں ذی اوان مقام ہی کو پہنچے تھے کہ جبرائیل علیہ السلام آئے اور یہ خبر دی کہ یہ مسجد منافقین نے کفار اور مسلمانوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے کے مقصد سے بنائی ہے، چنانچہ نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہوئی۔[14] "وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِرْصَادًا لِمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ مِنْ قَبْلُ وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ"[15] یعنی "اور جنھوں نے ایک مسجد بنائی اسلام کو نقصان پہنچانے، کفر کو تقویت دینے، اہل ایمان کے درمیان پھوٹ ڈالنے اور ان لوگوں کے واسطے اڈا فراہم کرنے کی غرض سے جو اللہ اور اس کے رسول سے پہلے جنگ کر چکے ہیں اور یہ قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے یہ کام صرف بھلائی کی غرض سے کیا تھا اور اللہ شاہد ہے کہ یہ بالکل جھوٹے ہیں۔" چنانچہ ان آیات کے نزول کے بعد نبی کریم ﷺ نے مالک بن دخشمؓ اور معن بن عدیؓ یا اس کے بھائی عاصم بن عدیؓ کو بھیجا اور حکم دیا کہ اس مسجد کو منہدم کر کے جلادیں، یہ حضرات گئے اور اس مسجد کو جلا کر خاکستر بنادیا۔[16] اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست کو بیرونی سازشوں اور تخریب کاری سے بچانے کے لئے ہر قسم کے تدابیر اختیار کئے، حتیٰ کہ اس سلسلے میں مسجد ڈھانے کا بھی حکم دیا۔ اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ اگر کوئی شخص یا ٹیم کسی اسلامی ریاست کے خلاف سازش میں مصروفِ عمل ہو تو اس کے سد باب کے لئے ہر ممکن کوشش کرنا مسلمان حکمرانوں کی ذمہ داری ہے۔

اسلامی ریاست کے خلاف سازش اور مسجد ضرار کے مقاصدِ فاسدہ

سیرت طیبہ میں مسجد ضرار اسلامی ریاست کے خلاف ایک سازش بنانے والوں کے لئے ایک مثال ہے۔ منافقین نے روم کی افواج کو پناہ گاہ دینے کے لئے مسجد کا حیلہ بنایا، جیسا کہ قرآن کریم سے معلوم ہو رہا ہے، مذکورہ آیت میں اس مسجد کے چار اوصاف اور منافقین کے چار مقاصد بیان کئے گئے ہیں، پہلی وصف یہ کہ منافقین نے مسلمانوں کو ضرر پہنچانے کے لئے بنائی۔ دوسری یہ کہ اس مسجد سے اسلام تعلیمات پر شبہات کے ساتھ ساتھ پیغمبرِ اسلام ﷺ پر لعن طعن کرنے کی تحریک اٹھے گی۔

[14] عبدالملک بن ہشام، سیرۃ ابن ہشام (مصر: شرکۃ مکتبۃ مصطفی الحلبی، 1955ء)، 2:515۔

[15] القرآن 107:9

[16] ابن ہشام، سیرۃ ابن ہشام، 2:515۔

تیسری مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کے درمیان تفرقہ پیدا کیا جاسکے۔ اور چوتھی یہ کہ یہ اسلام مخالف لوگوں کی آماجگاہ ہوگی۔[17] اس طرح قومی اور بین الاقوامی قوانین میں بھی اس قسم کی سازشوں کے روک تھام کے قوانین موجود ہیں، جس سے کسی ریاست کی دفاع ممکن ہے، علمائے تفسیر اور اصحابِ سیر نے اس واقعہ سے ریاست کے حوالے سے جو احکام مستنبط کئے ہیں، جن کی تائید عصری قوانین سے بھی ہوتی ہیں، ان میں سے چند حسبِ ذیل ہیں:

1۔ ریاست کے خلاف سازش کا ادراک کرکے بے نقاب کرنا

ریاست کے خلاف سازش کا ادراک کرنا اور اسی سازش کو بے نقاب کرکے اس سے بچنے کے لئے مؤثر حکمتِ عملی اور احتیاطی تدابیر اختیار کرنا حکومت وقت کا فریضہ ہے۔ رسول ہاشمی ﷺ نے منافقین کی اس سازش سے تجاہل نہیں برتا بلکہ اس سلسلے میں وحی کے منتظر تھے، اور وحی کی روشنی میں موقف اختیار کرنے کا ارادہ تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی اطلاع دی تو نبی کریم ﷺ نے اس سازش کا پردہ چاک کرکے اس کو آخری انجام تک پہنچانے کی تدبیر کی۔ عالم عرب کے معروف سیرت نگار ڈاکٹر رمضان البوطی لکھتے ہیں:

وكان هذا الموقف هو الكشف عن حقيقة المنافقين وتعرية أهدافهم عن تلك الأقنعة التى ستروها بها، ثم هدم وتحريق ذلك البناء الذى زعموه مسجداً، وهم إنما بنوه مرصداً لنفاق المنافقين ومئلاً لتنظيم المكائد ضد المسلمين، وذريعة للتفريق بينهم، وإن قصة هذا الكيد الأخير من المنافقين مع القصص السابقة لنفاقهم وكيدهم - تعطينا صورة كاملة عن مجموع حكم الشريعة الإسلامية فى حقهم.[18]

ترجمہ: وہ موقف یہ تھا کہ منافقین کی حقیقت کو بے نقاب کردیا گیا، اور انھوں نے اپنے مقصد پر جو پردے ڈال رکھے تھے اس کو ہٹایا گیا۔ پھر انھوں نے جس عمارت کے بارے میں مسجد ہونے کا دعوی کیا تھا اسے جلا کر خاکستر کردینے کا حکم دیا۔ اس لئے کہ انھوں نے اس کی تعمیر اس مقصد سے کی تھی کہ اس کی آڑ میں منافقین کا نفاق چھپ جائے، وہاں سے مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیوں کو منظم کیا جاسکے اور ان کے درمیان پھوٹ ڈالی جاسکے۔ منافقین کی اس آخری سازش کے اس واقعے کو ان کے نفاق اور ریشہ دوانیوں کے گزشتہ واقعات لے ساتھ ملا کر دیکھا جائے تو ہمارے سامنے ان کے بارے میں اسلامی شریعت کے مجموعی حکم کی مکمل تصویر آجاتی ہے۔

---

[17] أبو عبداللہ محمد بن عمر الرازي، **التفسير الكبير** (بيروت: دار إحياء التراث العربي، 1420ھ)، 146:16۔

[18] محمد سعيد رمضان البوطي، **فقه السيرة** دار الفكر (دمشق: دار الكتاب، 1397ھ)، 429۔

ریاست کے خلاف جو لوگ سازش کرتے ہیں، مسجد ضرار کے مطالعے کی روشنی میں ان مجرموں کو قوم کے سامنے لانا چاہئے، اسلامی ممالک کا یہی طرز عمل ہے کہ وہ ان لوگوں کو میڈیا کے ذریعے قوم کو دکھاتے ہیں، الا یہ کہ اگر کوئی نقصان ہو تو پھر ان کو میڈیا کی آنکھ دے دور رکھتے ہیں۔ بین الاقوامی قوانین میں بھی اگر کسی مجرم کو ظاہر کرنے سے مسئلہ بنتا ہے تو قومی مفاد کی خاطر اس کو میڈیا سے چھپانا چاہئے، بین الاقوامی قوانین میں بھی یہ قانون موجود ہے، کہ جس منصوبے سے قومی تحفظ کو خطرہ لاحق ہو اس کو بے نقاب کرنا چاہئے، چنانچہ[19] Tshwane principles اس کے بارے میں تحریر کرتے ہیں:

"Disclosure of the information must pose a real and identifiable risk of significant harm to a legitimate national security interest"[20]

"قومی تحفظ کی مفاد کے لئے حقیقی اور قابل شناخت خطرات کی نشاندہی کے بارے میں معلومات و نکشافات بے نقاب کرنا ضروری ہے۔"

2۔ حساس اداروں کا ملک میں بیرونی ایجنڈے کے خوشنماء نعروں پر اعتماد نہ کرنا

ریاست میں بعض اوقات اس طرح کے خوشنماء نعرے لگائے جاتے ہیں جس کا اشتہار میڈیا پر دیکھ کر یا سن کر لوگ متاثر ہو جاتے ہیں، مسجد ضرار کے واقعہ سے یہی ہدایات ملتی ہیں کہ یہ خوشنماء نعرے اکثر اوقات كلمة حق اريد به الباطل کے مصداق ہوتے ہیں۔ اس لئے ان پر اعتماد نہیں کرنا چاہئے ورنہ یہی نعرے اور یہی خوشنماء اشتہارات ریاست اور اس کے باسیوں کے لئے نقصان یا تباہی کا باعث بن سکتے ہیں۔ مسجد ضرار کے محرکین نے بھی بیرونی ایجنڈے کی تکمیل کے لئے جو اڈا بنایا اس کو مسجد سے موسوم کیا۔ مسجد کس قدر با عزت لفظ ہے اور اسلامی معاشرے میں لوگ مسجد کی بڑی عزت و تکریم کرتے ہیں۔ تو انھوں نے اس مقدس کلمے کو اپنے فاسد مقصد کے لئے استعمال کرنے کی ناکام کوشش کی۔ مولانا امین احسن اصلاحیؒ مسجد ضرار کے محرکین کے مقاصدِ فاسدہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

---

[19] یہ بین الاقوامی قوانین ہیں جو جو نیشنل سیکورٹی کے حوالے سے مدون 12 جون 2013 کو افریقہ میں 70 مالک کے 500 ماہرین نے لکھے ہیں، لیکن چونکہ یہ قوانین افریقہ میں لکھے گئے اس لئے اس نام سے منسوب کئے گئے۔

The Global Principles on National Security and the Right to Information "Tshwane Principles", (New York: Open Society Foundations, 2013), 1.

[20] Ibid., 15.

مقصود تو ان کا یہ تھا کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو سازشیں وہ کرنا چاہتے ہیں اس کے لئے ایک اڈا مہیا کریں۔ لیکن اس کو نام مسجد کا دیا تاکہ اس طرح پیغمبر ﷺ اور مسلمانوں پر اپنی دینداری کی دھونس بھی جمائیں اور اپنے مقاصد بھی پورے کر سکیں۔ اس کو مسلمانوں کی نظروں میں اور مقبول بنانے اور مقدس بنانے کے لئے انھوں نے یہ کوشش بھی کیں کہ خود پیغمبر ﷺ اس میں ایک مرتبہ نماز پڑھ دیں۔[21]

ریاست کے خلاف سازشوں میں خوشنماء الفاظ کے استعمال اور بعد میں اس کے تلخ حقائق کا مشاہدہ مسلمانوں نے بے شمار مرتبہ کیا ہے اور تاریخ اس پر گواہ ہے۔ یہ واقعات صرف ایک دور تک محدود نہیں ہے بلکہ ہر دور میں اور ہر ملک و ریاست میں اس طرح کے واقعات رونما ہو سکتے ہیں، آج بھی ہم ان خوشنماء الفاظ اور مقدس کلمات کا استعمال میڈیا پر دیکھ رہے ہیں، کبھی ایک نام سے تو کبھی دوسرے نام سے، جس کے پیچھے مقصد کچھ اور ہوا کرتا ہے، ان مقدس نعروں نے قوم اور ریاست کو کئی بار ڈسا۔ اس لئے مسجد ضرار کے اس واقعہ سے یہ تعلیم ملتی ہے کہ اسلامی ریاست کے خلاف اس قسم کے خوشنماء نعروں کے بجائے اصل حقائق کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہے اور ہر نعرے کا ساتھ نہیں دینا چاہئے ورنہ "فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ"[22] کے مصداق بن جاوگے۔

3۔ ریاستی سازش کے خلاف حساس اداروں کو سخت کاروائی کا حکم

اسلامی ریاست اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت ہوا کرتی ہے اس لئے اس کے خلاف کسی قسم کی سازش کو کامیاب ہونے نہیں دینا چاہئے۔ اگر ریاست کے خفیہ اداروں کو کوئی تخریب کار منصوبہ معلوم ہو جائے تو اس کو طشت از بام کر دینا چاہئے، اگر کسی عام شہری کو معلوم ہو جائے تو وہ بھی ملکی اداروں کا ساتھ دے کر اس مذموم سازش سے ملک و قوم کو بچانے میں اپنا کردار ادا کرے۔ تخریب کار کے حوالے سے متعلقہ حکام کو چاہئے کہ وہ اس کے خلاف سخت سے سخت کاروائی کرلیں تاکہ آئندہ کے لئے کسی کو اس قسم کے اقدام کرنے کے جرات نہ ہو۔ ڈاکٹر رمضان البوطی تحریر فرماتے ہیں:

> ولكنهم فيما قد يصدرون عنه من مؤامرات ومساع ضد المسلمين، يؤخذون من النواصي متلبسين بجريمتهم، كما ينبغي أن يدك ويهدم كل ما قد بنوه من مكائد ومؤامرات .وقد دل على ذلك مجموع سياسته صلى الله

---

[21] امین احسن اصلاحی، *تفسیر تدبر قرآن* (لاہور: فاران فاونڈیشن، 2009ء)، 641۔

[22] القرآن 6:49

عليه وسلم ومعاملته مع هؤلاء المنافقين وهو ما اتفق عليه عامة الأئمة الباحثين استناداً الى هديه صلى الله عليه وسلم فى ذلك۔[23]

ترجمہ: "لیکن جو لوگ مسلمانوں کے خلاف سر گرمیاں دکھاتے ہیں اور ریشہ دوانیاں کرتے ہیں، ان پر ان کی سخت گرفت کی جاتی ہے، ان جرائم پر انھیں رنگے ہاتھوں پکڑا جاتا ہے اور ان کی سازشوں کی عمارت کی اینٹ سے اینٹ بجادی جاتی ہے، اور اسے پیوند خاک کر دیا جاتا ہے، ان امور کا اثبات ان منافقین کے ساتھ آں حضرت ﷺ کی مجموعی پالیسی سے ہوتا ہے اور اسی کی بنیاد پر تمام ائمہ محققین نے بھی اس سے اتفاق کیا ہے۔"

تخریب کاروں کے خلاف کاروائی اسلامی ریاستوں کی حفاظت کا ذریعہ ہے، لیکن عصر حاضر میں بعض اسلامی ممالک کے حکمران غیروں سے اس قدر مرغوب ہیں کہ وہ ان کے افراد تخریبی کاروائی میں پکڑ کر واپس ان کو دیتے ہیں جن کی کئی مثالیں تاریخ میں موجود ہے جو عالم اسلام کے مختلف ریاستوں کی ناکامی کا بنیادی سبب ہے۔ اس اصول کے اطلاق کے لئے نڈر قیادت کی ضرورت ہے۔ اس طرح ملک کے اندر جو لوگ ریاست کے خلاف جنگ یا جنگ کرنے والوں کی اعانت کا اقدام کرتے ہیں، ان کے بارے میں ملکی قوانین بھی بہت سخت ہیں، Pakistan Penal Code کے دفعہ نمبر 121A Conspiracy to commit offences punishable by Section اس بات تشریح ہوئی ہے کہ کوئی شخص اگر ملک کے خلاف سازش کرے تو اس کو عمر قید، یا کمتر میعاد کی قید، یا قید اور سزا دونوں دی جائے گی۔ جو دس سال تک ہو سکتی ہے، اور جرمانے کا بھی مستوجب ہو گا۔[24]

4۔ اسلامی ریاست میں تفرقہ بازی کی روک تھام کے لئے حکمت عملی

اسلامی ریاست کا حسن اجتماعیت میں ہے، جو لوگ ریاست میں اجتماعیت کا شیرازہ ختم کر دیتے ہیں، وہ قومی مجرم قرار پاتے ہیں، اسلام میں مسجد ہی وہ مقام ہے جو مسلمانوں کو ایک سلک میں پروتی ہے اور ان کی اجتماعی زندگی میں وحدت پیدا کرتی ہے، جب کہ ان ہی مسجدِ ضرار کے محرکین نے اسی مسجد ہی کو تفرقے کا مرکز بنانے کی کوشش کی جس کی قرآن نے بھرپور مذمت کی۔ عصر حاضر میں ہر فرد کو ان افراد واشخاص اور ان اداروں سے دور رہنا چاہئے جو نفرت، تشدد اور فرقہ واریت معاشرے میں پھیلاتے ہیں۔ یہ اسلامی ریاست کا حق ہے کہ وہ حکمت و مصلحت سے اس قسم کی تحریکوں کا قلع قمع کرے اور وحدت اور اجتماعیت پر لوگوں کو اکٹھا کرلیں۔ چنانچہ معاصر محقق علی نائف الشحوذ تحریر فرماتے ہیں:

---

[23] البوطي، فقه السيرة دار الفكر، 429۔

[24] *The Pakistan Penal Code (Act XLV of 1860)* (Lahore: Eastern Law Publisher, 2015), 108.

وقد اتخذت حركة النفاق وسائل عديدة لتحقيق أهدافها الخبيثة في واقع الناس ، وقد ذُكِر في القرآن الكريم جزء من هذه الوسائل التخريبية التي اتخذتها حركة النفاق ضد المشروع الإسلامي الجديد ، وكيف احتوت قيادة الأمة الإسلامية هذه الحركة بطريقة سياسية احتوائية بارعة ؛ استطاعت من خلالها أن تحافظ على وحدة الأمة ، وتماسك الجبهة الداخلية ، وتذويب قيادات حركة النفاق من خلال حركة المجتمع الإسلامي المتحرك والمتجدد-[25]

ترجمہ: "منافقانہ تحریکوں نے اپنے مذموم اور ناپاک مقاصد کی خاطر مختلف حربے استعمال کئے ہیں۔ قرآن کریم میں ان تخریبی ذرائع میں سے بعض کا تذکرہ ملتا ہے جو منافقین کے جدید اسلامی معاشرے کے خلاف اختیار کر رکھے تھے۔ اور امتِ مسلمہ کی قیادت نے کس طرح بہادری، اجتماعیت اور سیاسی طریقے سے اس طرح کے اقدامات اور سازشوں کا مقابلہ کیا، جس کے ضمن میں انہوں نے امت کی وحدت کو برقرار رکھا، اور داخلی استحکام کو برقرار رکھا۔ اور جدید مسلم معاشرے سے نفاقی تحریکوں کی قیادتوں کا خاتمہ کیا۔"

مسلمان ممالک کی کمزوری کا ایک سبب تفرقہ بازی ہے، ہر ایک فرقہ اپنے آپ کو حق اور دوسروں کو باطل سمجھتا ہے، حتی کہ فروعی اختلافات پر بھی مشرک اور کافر کے فتووے لگائے جاتے ہیں، ایک مسلک کے لوگ دوسرے مسلک کے لوگوں کو برداشت نہیں کرتے ہیں، جس کی وجہ سے بغض اور نفرت کی فضاء بنتی جارہی ہے۔ اور محبت واخوت کا ماحول عنقاء ہوتا جارہا ہے۔ جو لوگ یہ نفرت پھیلاتے ہیں، ان کے لئے عصری قوانین میں بھی قانون سازی کی گئی ہے، Pakistan Penal Code کے دفعہ نمبر 505 یعنی Statements conducing to public mischief کے شق نمبر 2 میں اس کی توضیح ہوئی ہے کہ جو شخص ایسا بیان یا رپورٹ شائع کرے ، یا کوئی ایسی افواہ یا کھبلی پھیلائے ، جس سے مختلف مذاہب، جماعت، نسلی، لسانی یا علاقائی وجوہات کی بناپر دشمنی، نفرت یا بدخواہی کے جذبات پیدا کرے یا بڑھائے تو اس شخص کو سات سال کی سزائے قید ہو سکتی ہے، اور ساتھ ہی وہ جرمانے کا مستوجب بھی ہوگا۔[26] اس قرآنی اصول اور عصری قانون کی روشنی میں ملک کو تخریب کاری سے بچانے کے لئے مختلف مسالک کے لوگوں کو اتفاقی اصول پر متحد ہونے کی ضرورت ہے، جو ملک کی استحکام کا بنیادی ذریعہ ہے۔

---

[25] علي بن نايف الشحود، **السيرة النبوية: دروس وعبر** (بيروت: كتبة صيد الفوائد، س۔ن)، 232۔

[26] *The Pakistan Penal Code (Act XLV of 1860)*, 470.

5۔اسلامی ریاست میں فواحش و منکرات کے مراکز کے سد باب کے لئے تدابیر اختیار کرنا

جو لوگ اسلامی ریاست میں فواحش و منکرات کے اڈے چلاتے ہیں، یا ایسے پیشے اختیار کرتے ہیں ہیں جن سے فواحش و منکرات پیدا ہوتے ہیں، تو مسجد ضرار کے واقعہ سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ فحش و منکرات کے ان مراکز کو بند کرنا اور بے حیائی و فحاشی کے ان پیشوں پر پابندی لگانا اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے۔ سیرت کی مشہور کتاب زاد المعاد کے مصنف **محمد بن عبد الوھاب** مسجد ضرار کے واقعے کے تناظر میں اس اصول کے بارے میں لکھتے ہیں:

ومنها تحريق أمكنة المعصية كما حرق مسجد الضرار، وكل مكان مثله فواجب على الإمام تعطيله إما بهدم أو تحريق، وَإِمَّا بِتَغْيِيرِ صُورَتِهِ وَإِخْرَاجِهِ عَمَّا وُضع لَهُ، وَإِذَا كَانَ هَذَا شَأْنَ مَسْجِدِ الضِّرَارِ، فَمَشَاهِدُ الشرك أحق وأوجب، وكذا بيوت الخمارين، وأرباب المنكرات، وقد حرق عمر قَرْيَةً بِكَمَالِهَا يُبَاعُ فِيهَا الْخَمْرُ، وَحَرَقَ حَانُوتَ رويشد الثقفي وَسَمَّاهُ فُوَيْسِقًا.[27]

ترجمہ: "اور اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جن جگہوں میں گناہ کے کام کئے جاتے ہیں اس کو جلا دیا جائے جیسا کہ مسجد ضرار کو جلایا گیا تھا، اور اس طرح کے ہر ایک مکان کو ویران کر دینا، ڈھادینا یا نذر آتش کر دینا بادشاہ کے لئے ضروری ہے یا اس کی شکل کو بدل ڈالے یا جس چیز کے لئے بنایا گیا ہو اس کو نکال کر ختم کر دے، جب مسجد ضرار کی یہ حالت ہے تو شرک کے اڈے اس کے زیادہ مستحق ہیں، اسی طرح شراب نوشی اور فواحش و منکرات کی جگہوں کو بھی ڈھانا اور جلانا چاہیئے، حضرت عمرؓ نے پوری بستی کو جلا دیا جہاں شراب کی خرید و فروخت ہوتی تھی، اس کے ساتھ انھوں نے رویش ثقفی کی شراب کی دکان کو بھی نذر آتش کروادیا، اور اسے فویسق کا نام دیا۔"

مسجدِ ضرار کے تناظر میں مفسرین اور سیرت نگاروں نے یہ وضاحت کی ہے کہ اگر کسی اسلامی ریاست میں فحاشی و عریانی کے مراکز ہوں تو حکومت کا یہ فریضہ ہے کہ اس کا قلع قمع کرے۔

6۔ عسکری اداروں کا ریاستی تخریب کاروں کے وسائل اور ذرائع پر نظر رکھنا

اسلامی ریاست کے خلاف جو سازش یا منصوبہ بندی ہو رہی ہو تو اسلامی ریاست کے حساس اداروں کو چاہیئے کہ وہ ان کے ان وسائل پر نظر رکھیں جو تخریب کار استعمال کر رہے ہیں اسی طرح اس بنیاد کو پہنچ جائیں کہ یہ جو منصوبہ بندی ہے اس کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے، ہر دور میں منافقین کی سازشوں کا مزاج ایک رہا۔ اس لئے ان کے واردات کا طریقہ کار عموماً ایک ہی ہوتا ہے کہ "ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور" کے مصداق کہتے کچھ اور ہیں اور کرتے کچھ اور۔ فقہ السیرہ کے ماہرین نے

---

[27] **محمد بن عبد الوھاب، مختصر زاد المعاد** (القاهرة: دار الريان للتراث، 1987ء)، 179۔

اس واقعہ کے تناظر میں تحریر فرمایا ہے:"هذا وإنك إذا تأملت فى خطوات هذا الكيد التلصص من المنافقين وكيفيته ووسائله، علمت أن طبيعة النفاق واحدة فى كل عصر وزمن۔"[28]یعنی "منافقین کی طرف سے برپا کی جانے والی اس سازش کے مراحل، اس کی کیفیت اور اس کے وسائل وذرائع میں غور کریں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ ہر زمانے میں نفاق کا ایک مزاج ہے۔"عصری قوانین میں بھی اس جرم کے لئے سزا متعین ہوئی ہے،Pakistan penal code میں دفعہ نمبر 121 کا عنوان ہی Waging or attempting to wage or abetting waging of war against Pakistan ہے، جس کے تحت کسی بھی تخریب کار جو ریاست کے خلاف سازش کرتا ہو یا اس کی اعانت کرتا ہو، اس کی سزا موت یا عمر قید ہے، اور ساتھ ہی وہ مجرم جرمانے کا بھی مستوجب بھی ہو گا۔[29]

عصر حاضر میں عسکری تربیت کے جدید مناہج نے تحقیق و تفتیش میں ایک انقلاب برپا کیا ہے، کسی بھی ملک کے خلاف کاروائیوں کے حوالے سے معلومات کرنا خفیہ اداروں کے لئے کوئی مشکل نہیں ہے، لیکن بعض اوقات ان اداروں کی غفلت کی وجہ سے تخریب کاروں کے ہاتھ سے ان کو بھاری نقصان اٹھانا پڑتا ہے، اس قانون کے تناظر میں غفلت سے کام نہیں لینا چاہئے، بلکہ تخریب کاروں کے عزائم سے باخبر رہنے کے لئے جاسوسی نظام کو مضبوط رکھنا چاہئے، تاکہ ریاست کے خلاف سازشوں کا سد باب ہو سکے۔

7۔ریاست کے شہریوں میں وحشت پھیلانے کی ممانعت

ریاست میں امن اور محبت ایک ناگزیر امر ہے، لوگوں کے درمیان امن اور محبت اس طرح اخوت اور بھائی چارے کی تعلیمات عام کرنا چاہئے۔ ریاست میں وحشت پھیلانا جرم ہے، جو لوگ شہریوں میں مختلف تحریکوں کی وحشت ڈال دیتے ہیں، ان کو ڈراتے ہیں، یہ لوگ قومی مجرم قرار پاتے ہیں، یہ اصول ضرار کے لفظ سے مستنبط ہوتے ہیں، چنانچہ سراج الدین عمر بن علی الحنبلی لکھتے ہیں: " و الضرار ـُـ: هو المضارَّةُ؛ قال تعالى: ـُـوالذين اتخذوا مَسْجِداً ضِرَاراً[30] ، ومعناه راجعٌ إلى إثارة العداوة، وإزالة الألفة، وإيقاع الوحشة۔"[31]یعنی "ضرار، ضرر پہنچانے کو کہتے ہیں قرآن کریم نے اس مسجد کو ضرار کا لقب دیا ہے جس کا

---

[28] البوطي، فقه السيرة، دار الفكر، 430۔

[29] *The Pakistan Penal Code (Act XLV of 1860)*, 107.

[30] القرآن 107:9

[31] سراج الدين عمر بن علي الحنبلي، اللباب في علوم الكتاب (بيروت: دار الكتب العلمية، 1998ء)، 4:157۔

مطلب یہ ہے کہ اس کا مقصد لوگوں میں دشمنی پھیلانا، محبت ختم کرنا اور وحشت برپا کرنا تھا۔" معاشرے میں کسی قسم کے وحشت کو پھیلانا ضرر کے زمرے میں شامل ہے، چاہئے وہ ملکی سطح پر تخریب کاری اور دہشت گردی ہو یا معمولی سطح پر محلے کے لوگوں کو ڈرانے کا عمل ہو، یا راہ گیروں میں خوف وہراست پھیلانا ہو، ہر طرح کی وحشت سے لوگوں کو تکلیف پہنچتا ہے، جو کسی طرح جائز نہیں ہے۔اس لئے اس قسم کے جرائم سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔

8۔ شہریوں کے ایمان اور عقائد کا تحفظ کرنا

اسلامی ریاست میں حکمرانوں کا یہ فریضہ ہے کہ وہ ان لوگوں یا ان تنظیموں سے عوام کو بچائیں، جو آسائش اور خوشحال زندگی دینے کے بہانے مسلمانوں کے ایمان اور عقائد پر ڈھاکہ ڈال دیتے ہیں، جیسا کہ مسجد ضرار کے محرکین نے آرام و آسائش اور قریب مسجد میں نماز پڑھنے کا نعرہ لگا کر مسلمانوں کے ایمان پر ڈھاکہ ڈالنا چاہا، لیکن نبی کریم ﷺ کو جب معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے اس کا خاتمہ کیا، مولانا عبد الماجد دریا آبادیؒ تحریر فرماتے ہیں: "منافقین کا دعوی تھا کہ ہمیں امت اسلامیہ کی عین آسائش اور اس کے لئے مزید گنجائش ہی مقصود ہے، بجائے ایک کے دو مسجدیں ہو گئیں، قریب والوں کو کتنی آسانی ہو گی۔ وقس علی ھذا۔۔ آہ کہ آج بھی کتنے الا الحسنیٰ کہنے والے اس طرح مسلمانوں کے ایمان پر چھاپے مار رہے ہیں۔"[32]

عصر حاضر میں اس قسم کی کئی تنظیمیں ہیں، جو مسلمانوں کو خدمت خلق اور حسن معاشرت کے آڑ میں مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں، تعلیم، صحت اور تعمیری کاموں کے ساتھ ساتھ اپنے عقائد کی تعلیم بھی دیتے ہیں، یہودیت اور عیسائیت سے لئے قادیانیت اور پرویزیت تک تمام تنظیموں کا مقصد خدمت خلق کے نام پر لوگوں کو گمراہ کرنا ہے، اس لئے حکومت وقت، سیاسی اور مذہبی راہنماوں کا یہ فریضہ ہے کہ وہ اس میدان میں لوگوں کے عقائد کی تحفظ کا فریضہ سرانجام دیں۔

9۔ ریاست میں دین کو غرضِ فاسد کے لئے آلہ کار نہ بنانا

بعض لوگ دین کو اپنے فاسد مقاصد کے حصول کے لئے سامنے لاتے ہیں، مسجدِ ضرار کے اس واقعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دین کو اپنے مذموم مقاصد کے لئے استعمال کرنے کی گنجائش نہیں ہے، اور اس کو شنیع افعال میں شمار کیا گیا ہے۔ مولانا عبد الماجد دریا آبادیؒ اپنے مرشد مولانا اشرف علی تھانویؒ کا قول نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: "آیت سے کمال شناعت اس شخص کے فعل کی معلوم ہوئی جو دین کو اپنی غرض فاسد کا آلہ بنائے۔"[33] افسوس کہ آج دنیا کے اطراف و کناف میں

[32] عبد الماجد دریا آبادی، **تفسیر ماجدی** (کراچی: مجلس نشریات قرآن، 1999ء)، 2:409۔

[33] ایضا۔

مسلمانوں نے دین کو اپنے لئے ایک لائسنس کے طور پر پیش کیا، دعوت و تبلیغ کی شکل میں بعض لوگ سمگلنگ کرتے ہیں، یورپی ممالک جانے کے لئے مقیم لوگ اپنے آپ کو مہاجر ظاہر کرتے ہیں، دہشت گرد تنظیمیں اپنے مقاصد کے حصول کے مدارس کا نام استعمال کرتے ہیں۔ اس طرح دسیوں مسائل ایسے ہیں، جن میں دین کو فاسد مقاصد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس لئے اس اصول کے تناظر میں اس عمل کی شناعت کا اندازہ ہوتا ہے۔

10۔ شہریوں کے افعال پر ارادۂ فاعل کے مطابق حکم لگانا

ایک اسلامی ریاست میں اگر ایک شہری کسی کام کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اس پر حکم فاعل کے ارادے کے مطابق لگایا جائے گا۔ حساس ادارے معلومات کر کے کاروائی کرنے کے مجاز ہوں گے، بعض اوقات کوئی کام ظاہر بہت خوبصورت لگتا ہے، لیکن حساس اداروں کی معلومات کے مطابق وہ ملک و قوم کے لئے نقصان دہ ہوتا ہے، اس لئے اس سے منع کرنے کا حکم ان کے ارادے کے متعلق لگایا جائے گا۔ فقہاء نے مسجد ضرار کے اس واقعہ سے یہ حکم نکالا ہے کہ فعل پر حسن اور قبح کا حکم ارادۂ فاعل کے لحاظ سے لگایا جائے گا۔ امام احمد بن علی الجصاص لکھتے ہیں: "وقد دلت هذه الآية على ترتيب الفعل في الحسن أو القبح بالإرادة"۔[34] یعنی "اور یہ آیت فعل کی حسن اور قبح پر فاعل کے ارادے کے مطابق (حکم لگانے کی) دلالت کرتی ہے۔" اس عبارت سے معلوم ہوا، کہ انسداد دہشتگردی میں ہر شخص پر دہشت گرد کا حکم نہیں لگانا چاہئے بلکہ عدالت برائے انسداد دہشت گردی کو چاہئے کہ وہ اس حوالے سے معلومات کر لیں تاکہ کوئی بے گناہ شہری اس چکی میں پیس نہ جائے۔ آج اس اصول پر عمل درآمد نہ کرنے کی وجہ سے دہشت گردی کے الزام میں گرفتار کئی قیدی ایسے ہیں جن سے عدالت عالیہ نے اس وقت معذرت کی کہ آپ پر کوئی مجرم نہیں ہے جب انھوں نے قید بامشقت اور سخت سزا کو برداشت کیا۔

11۔ ریاست میں مفادِ عامہ کو نقصان پہنچانے والے اداروں کا حکم

ریاست میں جو ادارے مفادِ عامہ کے خلاف کام کر رہے ہو ان کو بند کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے، چاہے وہ مسجد و مدرسہ اور خیر و نیکی کی شکل میں کیوں نہ ہو، فقہ السیرہ کے ماہرین محققین نے اس واقعہ کے ضمن میں اس بات کی تصریح کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے: "فقد دل عمل الرسول صلى الله عليه وسلم هذا على ضرورة تعطيل أو هدم أو تحريق أماكن المعصية التي يعصى الله ورسوله فيها وإن اختبأت حقيقة هذه الأماكن عن أنظار الناس وراء مظاهر الخير و البر۔"[35]

---

[34] أحمد بن علي الجصاص، أحكام القرآن (بیروت: داراحیاء التراث العربی، 1405ھ)، 4:367۔

[35] البوطي، فقه السيرة دار الفكر، 429۔

یعنی "رسول اللہ ﷺ کا یہ عمل (واقعہ مسجدِ ضرار) گناہ کے مراکز کو بند کرنے، گرانے اور جلانے پر دلیل ہے، جہاں پر اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی جاتی ہے، اگرچہ ان مقامات کی حقیقت لوگوں کی نظروں سے خیر اور نیکی کے پیچھے چھپی ہوئے ہو۔" اسی طرح جو مساجد ان مقاصد کی بنیاد پر بنائے گئے ہوں ان میں فقہاء کی رائے کے مطابق نماز پڑھنا بھی جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے بنانے کا مقصد غلط ہے، توجب مسجد میں نماز صحیح نہیں توجو ادارے ملک وریاست کے خلاف کام کررہے ہیں ان میں کام کرنا بطریقہ اولیٰ ناجائز ہوگا، امام قرطبی ایسی مساجد اور ایسے اداروں کا حکم ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "وَكُلّ مَسْجِد بُنِيَ عَلَى ضِرَار أَوْ رِيَاء وَسُمْعَة فَهُوَ فِي حُكْم مَسْجِد الضِّرَار لَا تَجُوز الصَّلَاة فِيهِ-"[36] یعنی "ہر وہ مسجد جو تکلیف دینے، ریاکاری اور نمائش کے لئے بنائی گئی ہو، تو وہ مسجد ضرار کے حکم میں ہے جس میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔" عہد نبوی ﷺ میں ان مقامات کو جلانے کا فیصلہ ہوا، جو مسلمانوں کے مفاد عامہ کے خلاف استعمال ہورہے ہیں، مدینہ منورہ میں سویلم یہودی کے مکان میں منافقین جمع ہوکر نبی مکرم ﷺ کے خلاف مشورے کیا کرتے تھے، اور لوگ غزوہ تبوک سے لوگوں کو منع کرتے تھے، چنانچہ رسول رحمت ﷺ نے طلحہ بن عبید اللہؓ کو چند صحابہؓ کے ساتھ بھجوایا اور سویلم کے اس مکان کو جلانے کا حکم دیا۔[37] جس سے یہ بات واضح ہوئی کہ ریاست میں مفادِ عامہ کو نقصان نہیں پہنچانا چاہیئے اور جو لوگ اس عمل کے مرتکب ہوتے ہیں ان کو سخت سزا دینی چاہیئے۔

اس ضمن میں ان اداروں کو نہیں بند کرنا چاہیئے جن سے کوئی ریاستی خطرہ نہ، اس طرح ہر ادارے کو مشکوک نظر سے نہیں دیکھنا چاہیئے، ممانعت کے اصول کو جرم کے تناسب سے استعمال کرنے کے لئے قانون بنائی کی گئی ہے۔ Tshwane principles میں اس شق کی تائید اس طرح ہوئی ہے:

The Restriction must comply with the principle of proportionality and must be the least restrictive means available to protect against the harm".[38]

"ممانعت کو اس کے تناسب کے اصولوں سے استعمال میں لایا جائے، اور نقصان سے بچنے کے لئے دستیاب وسائل کو بروئے کار لائے جائیں گے۔"

---

[36] أبوعبداللہ محمد بن أحمد القرطبی، **تفسیر القرطبی** (بیروت: داراحیاءالتراث العربي، 1985ء)، 8:254۔

[37] ابن ہشام، **سیرۃ ابن ہشام**، 2:517۔

[38] *The Global Principles on National Security and the Right to Information "Tshwane Principles"*, 15.

12۔ریاست کے خلاف سازش کرنے والوں کی پیروی کا حکم

جو شخص اسلامی ریاست کے خلاف کسی قسم کی تخریبی کاروائی میں ملوث ہو تو دوسرے شہریوں پر لازم ہے کہ اس شخص کی پیروی سے اجتناب کریں، چاہے وہ کسی بھی منصب کا مالک کیوں نہ ہو، یہاں تک کہ اگر وہ کسی مسجد کا امام ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنے کی بھی ممانعت ہے، علامہ قرطبیؒ اپنی مایہ ناز تفسیر میں مسجد ضرار کے واقعے کے ضمن میں لکھتے ہیں:

إِنَّ مَنْ كَانَ إِمَامًا لِظَالِمٍ لَا يُصَلَّى وَرَاءَهُ إِلَّا أَنْ يَظْهَر عُذْره أَوْ يَتُوب فَإِنَّ بَنِي عَمْرو بْن عَوْف الَّذِينَ بَنَوْا مَسْجِد قُبَاء سَأَلُوا عُمَر بْن الْخَطَّاب فِي خِلَافته لِيَأْذَن لِمُجَمِّع بْن جَارِيَة أَنْ يُصَلِّي بِهِمْ فِي مَسْجِدهمْ ; فَقَالَ : لَا وَلَا نِعْمَة عَيْن أَلَيْسَ بِإِمَامِ مَسْجِد الضِّرَار فَقَالَ لَهُ مُجَمِّع : يَا أَمِير الْمُؤْمِنِينَ , لَا تَعْجَل عَلَيَّ فَوَاَللَّهِ لَقَدْ صَلَّيْت فِيهِ وَأَنَا لَا أَعْلَم مَا قَدْ أَضْمَرُوا عَلَيْهِ وَلَوْ عَلِمْت مَا صَلَّيْت بِهِمْ فِيهِ كُنْت غُلَامًا قَارِئًا لِلْقُرْآنِ وَكَانُوا شُيُوخًا قَدْ عَاشُوا عَلَى جَاهِلِيَّتهمْ وَكَانُوا لَا يَقْرَءُونَ مِنْ الْقُرْآن شَيْئًا فَصَلَّيْت وَلَا أَحْسِب مَا صَنَعْت إِثْمًا وَلَا أَعْلَم بِمَا فِي أَنْفُسهمْ فَعَذَرَهُ عُمَر رَضِيَ اللَّه عَنْهُمَا وَصَدَّقَهُ وَأَمَرَهُ بِالصَّلَاةِ فِي مَسْجِد قُبَاء۔[39]

ترجمہ: "ظالم شخص کی طرف سے مقرر امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جائے گی یہاں تک کہ اس کا عذر یا توبہ واضح ہو جائے، جیسا کہ بنی عمرو بن عوف کے لوگ جنہوں نے مسجدِ قباء تعمیر کی تھی انہوں نے حضرت عمرؓ سے زمانہ خلافت میں آپ سے التجاء کی کہ مجمع بن جاریہ کو انہیں نماز پڑھانے کی اجازت دی جائے، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: ہر گز ایسا نہیں ہو سکتا کیا یہ مسجدِ ضرار کا امام نہیں تھا۔ اس پر مجمع نے عرض کیا: اے امیر المومنین میرے بارے میں جلد بازی سے فیصلہ مت کیجئے، یقیناً میں نے وہاں پر نماز پڑھی ہے مگر مجھے حقیقتِ حال کا علم نہیں تھا۔ اگر مجھے پتہ ہوتا تو میں ہر گز ایسا نہ کرتا۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے آپ کے عذر کو معقول قرار دیتے ہوئے آپ کی تصدیق فرمائی اور مسجدِ قباء میں نماز پڑھانے کا حکم دے دیا۔"

بعض اوقات اس قسم کے فیصلوں پر قوم کو اعتماد میں لینا بڑا مشکل ہوتا ہے، کیونکہ ان کو معلوم نہیں ہوتا ہے کہ اس ادارے کے مقاصد و اہداف کیا ہیں، جب کہ حکومتی اداروں کو اس کا اندازہ ہوتا ہے، اس طرح قومی مفاد میں اور قومی تحفظ کے لئے کئے گئے امور کو ہدف تنقید نہیں بنایا جائے گا۔ Inter National standards series کے آرٹیکل نمبر 19 میں اس بات کی وضاحت یوں کی گئی ہے:

---

[39] القرطبی، تفسیر القرطبی، 8:255۔

"Any restriction on expression or information that a government seekto justify on grounds of national security must have the genuine purpose and demonstrable effect of protecting a legitimate national security interest".[40]

"حالات یا معلومات پر پابندی، جس کی حکومت قومی حفاظت کی بنیاد پر جواز پیش کرنے کی کوشش کرتی ہے، تو اس کی حقیقی مقصد اور ظاہری اثر قوم کی جائز حفاظتی مفادات کی تحفظ کے لئے ہوتی ہے۔ (جس پر کسی قسم کی تنقید یا عدم نفاذ کی گنجائش نہیں ہوگی۔)"

مسجدِ ضرار کے تناظر میں ریاست کے خلاف تخریبی کاروائی کرنے والے افراد یا اداروں کا ساتھ نہیں دینا چاہئے، جو لوگ اس قسم کے کاروائیوں میں ملوث ہوں، چاہئے ان کا ظاہری حلیہ کسی مذہبی، سیاسی اور سماجی شخصیت کی کیوں نہ ہو، تب بھی اس کا ساتھ نہیں دینا چاہئے، بلکہ اس کی مخالفت کر کے قومی دھارے میں شامل ہونا چاہئے۔ جب کہ بین الاقوامی قوانین کی رو سے اس قسم کے تخریب کاروں کے خلاف کاروائی میں حکومت پر تنقید نہیں کی جائے گی اور وہ تحفظ فراہم کرنے کے لئے اس قسم کے کاروائیوں کے مجاز ہوں گے۔

14۔ ریاست کے خلاف استعمال ہونے والے ہر ادارے کو ڈھانے کی اجازت اور شرائط

مسجد ضرار کے واقعہ کی رو سے اسلامی ریاست کے خلاف استعمال ہونے والے ہر عمارت و مکان کو ڈھایا جائے گا یا سرکاری تحویل میں لیا جائے گا، اس طرح قومی مفاد اور ملکی امن و سلامتی میں رکاوٹ بننے والے ہر ادارے اور دفتر کو بند کر کے اس کی رجسٹریشن منسوخ کی جائے گی، جب ان اداروں کے فساد اور تخریبی کاروائی کا پتہ لگ جائے۔ علامہ قرطبیؒ اس فقہی مسئلے کا استنباط کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "قَالَ عُلَمَاؤُنَا رَحْمَةَ اللَّه عَلَيْهِمْ : وَإِذَا كَانَ الْمَسْجِد الَّذِي يُتَّخَذ لِلْعِبَادَةِ وَحَضَّ الشَّرْع عَلَى بِنَائِهِ فَقَالَ : «من بنى لله مسجدا ولو كمفحص قطاة بنى الله له بيتا في الجنة[41]» يُهْدَم وَيُنْزَع إِذَا كَانَ فِيهِ ضَرَر بِغَيْرِهِ , فَمَا ظَنّك بِسِوَاهُ بَلْ هُوَ أَحْرَى أَنْ يُزَال وَيُهْدَم۔"[42]

---

[40] *The Johannesburg Principles on International Security: Freedom of Expression and Access to Information* (London: International Standards Series, 1996), Article No: 19, 8.

[41] محمد بن حبان البُستي، **صحيح ابن حبان**، كتاب الصلاة ،باب ذكر الخبر الدال على أن الله جل وعلا يدخل المرء الجنة ببنيانه موضع السجود في طرق السابلة (بیروت، مؤسسة الرسالة 1993)، حدیث نمبر، 1610، 4:490۔

[42] القرطبی، **تفسیر القرطبی**، 8:255۔

ترجمہ: "ہمارے علماء رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مسجد کے ڈھانے کا حکم ہے جب اس میں دوسروں کو نقصان پہنچانے کا اندیشہ ہو حالانکہ اسلام میں مسجد عبادت کے لئے ہے اور شریعت نے اس کے بنانے کی ترغیب دی ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے جس نے مسجد بنائی اگرچہ چڑیا کے گھونسلے کے برابر ہو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ تو مسجد کے علاوہ جس مکان سے نقصان کا اندیشہ ہو اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟ بلکہ وہ ڈھانے اور ختم کرنے کا زیادہ لائق ہے۔"

رہی بات ان مساجد کے ڈھانے کی جو شر پھیلانے کا سبب ہیں؟ تو فقہاء کرام نے اس کو ناجائز قرار دیا ہے، کیوں کہ اس اس کے جواز کا فتویٰ دیا گیا تو ایک فساد کو ختم کرنے کے لیے ایک اور فساد جنم لے گا۔ آج نہ نبی کریم ﷺ ہم میں موجود ہیں اور نہ ہم میں سے کسی پر وحی آسکتی ہے۔ اسی لیے ہم متعین طور پر کسی مسجد کو مسجد ضرار نہیں کہہ سکتے اور نہ کہنا چاہیے۔

بعض ادارے احوال چھپاتے ہیں، اصل حقائق حکومت کو نہیں بتاتے ہیں، اس بنا پر ان کا شر خفیہ ہوتا ہے، جب کہ اس قسم کے شرور کو بے نقاب کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے، جس ادارے کے سرگرمیاں واضح اور عیاں ہوں اور اس مین کسی قسم کی تخریب کاری نہ ہو تو اس کو بند نہیں کیا جائے گا، تاہم جو ادارے اصل حقائق کو چھپاتے ہیں یہ قومی جرم ہے، Tshwane principles مین اس کو جرم سے تعبیر کیا گیا ہے:

> In particular, a restriction sought to be justified on the ground of National security is not legitimate if its genuine purpose are demonstrable effect is to protect interests unrelated to national security including for example to protect government from embarrassment or exposure of wrong doing or to conceal information about functioning of its public institutions or to entrench a particular ideology or to suppress industrial unrest.[43]

"قومی تحفظ کے تحت پابندی کو اس وقت صحیح خیال نہیں کیا جاتا ہے جب تک اس کے اصل مقصد قومی تحفظ سے متعلق نہ ہو، مثال کے طور پر ہراسانگی، ناجائز امور سے حکومت کا دفاع کرنا، یا عوامی اداروں کے سرگرمیوں کے بارے میں معلومات چھپانا، ایک نظریہ دفنانا، یا صنعتی بے قراری دبانا وغیرہ۔ (جیسے امور قانونی طور پر جرم تصور ہوں گے۔)"

15۔ مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لئے مقدس ناموں کے غلط استعمال کا تدارک

اعدائے اسلام کا طریقہ واردات یہی ہے کہ وہ اپنے مشن تک پہنچنے کے لئے مقدس اسماء استعمال کرتے ہیں، کبھی مسجد کا نام کبھی مدرسے کا نام، کبھی فلاحی اور رفاحی کاموں کا اشتہار، غرض یہ کہ ان چیزوں کی لالچ سے وہ مسلمانوں کے عقائد کو خراب کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اس کی روک تھام مسلمان ملکوں میں بہت زیادہ ضروری ہے اور مسلمان قائدین کو چاہئے کہ وہ اس پر

---

[43] *Author, The Global Principles on National Security and the Right to Information "Tshwane principles"*, 14.

کڑی نظر رکھیں، مسجد ضرار کے تناظر میں اس مسئلے کی طرف توجہ مبذول کرتے ہوئے معاصر سیرت نگار محمد بن محمد ابو شھبۃ تحریر فرماتے ہیں:

ولا یزال اعداء اللہ من المنافقین والملحدین والمبشرین والمستعمرین یقیمون اماکن باسم العبادۃ ماھی لھا، انما المراد بھا الطعن فی الاسلام وتشکیک المسلمین فی معتقداتھم وآدابھم، وکذالک یقیمون مدارس باسم الدرس والتعلیم لیتواصلوا بھا الی بث سمومھم بین ابناء المسلمین، وصرفھم عن دینھم ، وکذالک یقیمون المنتدیات باسم نشر الثقافۃ والغرض منھا خلخلۃ العقیدۃ السلیمۃ من القلوب، وکل ھذا اخطر بکثیر من المسجد الضرار الذی حارب اللہ ورسولہ اشد المحاربۃ-[44]

ترجمہ: "منافقین، ملحدین وغیرہ دشمنانِ الٰہی عبادت کے نام پر ایسی جگہیں بناتے ہیں جو درحقیقت عبادت کے لئے نہیں ہوتیں۔ بلکہ ان کا مقصد اسلام پر اشکالات کرنا اور مسلمانوں کے عقائد و نظریات میں شک کی دراڑیں پیدا کرنا ہوتا ہے۔ اسی طرح مدارس اور تعلیم گاہوں کے نام پر بھی اپنے مذموم ارادوں کی تکمیل کے لئے ادارے بناتے ہیں۔ اسی طرح مختلف ادارے اور مجالس ثقافت وغیرہ کے نام پر بناتے ہیں حالانکہ ان کا مقصد دلوں سے صحیح عقائد کا نکالنا ہوتا ہے۔ یہ تمام چیزیں مسجدِ ضرار سے بہت زیادہ خطرناک ہیں۔"

عہدِ حاضر میں کئی ایسے ادارے ہیں، جن کا مقصد ظاہر میں خوبصورت لیکن باطن میں بھیانک ہوتا ہے، ایسٹ انڈیا کمپنی سے لے کر بیت الاحد[45] تک اصلاح کے نام پر جو پروجیکٹس یا ادارے چلائے گئے ہیں، ان کے باطنی مقاصد مسلمان ممالک میں دین بیزاری اور شورش و بدامنی پیدا کرنا ہے۔ اس لئے اس قسم کے ادارے، پروجیکٹس اور تنظیمیں عالم اسلام کے خفیہ ایجنسیوں اور افواج کے نظر میں ہونی چاہئے۔

16۔ ریاست کے شہریوں کو ضرر سے بچانے کا حکم

اس واقعہ سے ریاست میں شہریوں کو ضرر سے بچانے کے اصول معلوم ہو رہے ہیں، جو کوئی شخص شہریوں کو نقصان پہنچاتا ہے ریاستی ادارے اس کا تدارک کرلیں گے۔ اس واقعہ کے ضمن میں اصحاب سیر نے اس حد تک لکھا ہے کہ اگر کسی نے راستے میں کنواں کھود لیا اور اس سے شہریوں کے گرنے اور نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو اس کو بند کیا جائے گا۔ اس حوالے سے

---

[44] محمد بن محمد ابو شھبہ، **السیرۃ النبویۃ فی ضوء القرآن والسنۃ** (دمشق: دار القلم، 1994ء)، 508، 509۔

[45] اس وقت یورپی ممالک میں بعض مقامات پر یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کی عبادت کے لئے مشترک ایک جگہ بنائی گئی ہے۔ جس کو جدید اصطلاح میں بیت الاحد کہا جاتا ہے۔ اس کو وہ بین المذاہب ہم آہنگی کا نام دیتے ہیں لیکن درحقیقت یہ مسلمانوں کی دین بیزاری کے لئے منصوبہ بندی ہے۔

اصحاب السیر نے ایک ضابطہ بیان کیا ہے، فرماتے ہیں: "وَضَابِط هَذَا الْبَاب : أَنَّ مَنْ أَدْخَلَ عَلَى أَخِيهِ ضَرَرًا مُنِعَ."[46] یعنی "اس میں قاعدہ یہ ہے کہ جو شخص کوئی ایسا کام کرے جس سے دوسرے کو تکلیف ہو تو اس کو اس کام سے روک دیا جائے گا۔" پاکستان کی قانون نے Of offences against the public tranquility کے تحت دفعہ نمبر 141 سے اس قانون کی تائید ہوتی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کسی کو ضرر رسانی ممنوع ہے چاہئے وہ کسی قسم کا بھی ہو، اس صورت میں اس شخص کو چھ ماہ سزائے قید ہو سکتی ہے۔[47]

اس قرآنی اصول اور عصری قانون کے رو سے ہر اس کام سے روکنے کا حکم ہے، جس میں کسی کو تکلیف پہنچے کا امکان ہو، اور ریاست کے خلاف سازش میں تو ملک کے تمام باسیوں کو نقصان پہنچتا ہے، عہدِ حاضر میں جن اسلامی ممالک کے خلاف سازشوں کا سلسلہ شروع ہے، اس تناظر میں وہاں کے لوگ پناہ گزینی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ ان ممالک میں شورش اور بدامنی کا ایک طویل سلسلہ شروع ہے۔ تو یہ عمل بطریق اولیٰ ضرر میں شامل ہے۔ جس سے بچنے کے لئے حکمت عملی اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔

نتائجِ تحقیق

1. ریاست کے خلاف سازش کا ادراک حکومت کا کام ہے، پھر میڈیا کا یہ حق بنتا ہے کہ وہ اس قسم کے سازشوں کو طشت از بام کرنے میں حکومت کا ساتھ دے، اسی طرح عام شہریوں کو بھی چاہئے کہ وہ ہر موڑ پر اس قسم کی سازشوں اور مذموم عزائم سے ذمہ دار افراد کو خبردار کریں۔ یہ قانون جہاں مسجد ضرار سے فقہ السیرہ کے تناظر میں مستنبط ہوتا ہے وہاں بین الاقوامی قوانین میں اس کی بھرپور تائید و توثیق ہوتی ہے۔
2. اسلامی ریاست کے دفاع میں حساس اداروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ریاست میں بیرونی ایجنڈے کے خوشنماء نعروں کا کھوج لگائیں، کہ ان کے محرکات، اسباب اور مقاصد واہداف کیا ہیں؟ پھر ان مقاصد کی روشنی میں اس کے لئے حکمت عملی تیار کریں۔ اس باب میں قومی اور بین الاقوامی سطح پر کسی بھی ملک میں این جی اوز کے کام کرنے کے لئے اصول وضوابط مقرر ہوئے ہیں۔

---

[46] القرطبی، أبوعبداللہ محمد بن أحمد، تفسیر القرطبی (بیروت، دار احیاء التراث العربي، ط:2، 1985م) 255/8

[47] *The Pakistan Penal Code (Act of XLV of 1860)*, 120.

3. عسکری اداروں اور افواج کے فرائض منصبی میں یہ بات شامل ہے کہ وہ ریاستی تخریب کاروں کے وسائل وذرائع اور نقل وحمل پر نظر رکھیں اور اس سے تجاہل نہ برتیں۔اس اصول میں بین الاقوامی قوانین اور شریعتِ اسلامی کا مقصد ایک ہی ہے۔

4. ان ذمہ داریوں کا ایک رخ یہ ہے کہ وہ شہریوں کے ایمان اور عقائد کا تحفظ کرنے میں کردار ادا کریں، اور جو لوگ امداد اور فلاح ورفاہ کے نام پر مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں ان پر کڑی نظر رکھیں۔

5. ریاست میں مفادِ عامہ کو جو ادارے نقصان پہنچا رہے ہوں چاہے وہ ادارے قومی ہوں یا بین الاقوامی، ان کو بند کرنا اور ان کی رجسٹریشن منسوخ کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے۔ چاہے اس کا ظاہری شکل کس قدر خوبصورت دینی اور فلاحی کیوں نہ ہو۔ ملکی اور بین الاقوامی قوانین نے بھی اس کا جواز فراہم کیا ہے۔

تجاویز وسفارشات

1. تخریب کاروں کی تفتیش کے لئے جدید طریقے استعمال کرنا چاہئے، اور جرم ثابت ہونے کے بعد سزا دینی چاہئے، ثبوتِ جرم سے پہلے کسی کو سزا دینا مناسب نہیں ہے۔ اس حوالے سے اسلامی نظریاتی کونسل نے جو سفارشات دی ہیں، اس کے مطابق کسی کو جرم ثابت ہونے سے پہلے سزا دینا ممنوع قرار دیا ہے۔ اس حوالے سے پاکستانی قوانین اور اسلامی نظریاتی کونسل کے سفارشات کے تقابلی مطالعہ پر کام کیا جائے تاکہ اس حوالے سے ترجیح وتطبیق کی راہ ہموار ہو جائے۔

2. ریاستی سازشوں کی روک تھام کے حوالے سے میڈیا کا جو کردار ہے وہ قابل غور ہے کیونکہ ہماری میڈیا مخصوص مقاصد کے لئے زیرو کو ہیرو اور ہیرو کو زیرو بنا دیتی ہے، جس کی وجہ سے بعض اوقات اصل حقائق قوم سے پوشیدہ رہ جاتے ہیں۔ اس حوالے سے جو قانون سازی ہوئی ہے اس پر علم درآمد کرنے کی ضرورت ہے، ورنہ قومی اور بین الاقوامی قانون کی حیثیت کاغذ کے ٹکڑے سے زیادہ نہیں ہوگی۔ اس حوالے سے میڈیا کے قوانین کا تنقیدی مطالعہ پیش کرنے کی ضرورت ہے۔

3. ریاست کے خلاف سازشوں کی روک تھام میں عسکری اداروں اور افواج کے فرائض منصبی صرف یہ نہیں کہ وہ قوم کو اس بات سے اگاہ کرلیں، کہ فلاں علاقے میں خودکش حملہ آور داخل ہوئے ہیں، اس لئے آپ محتاط رہیں، بلکہ اس قسم کی تخریب کاروں سے عام شہریوں کو محفوظ رکھنا اور ان کا دفاع کرنا ان اداروں کے فرائض منصبی ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے نہ صرف یہ کہ صحابہ کرامؓ کو بتایا کہ مسجد ضرار کے محرکین کے اہداف اور محرکات کیا ہیں بلکہ اسلامی

ریاست میں اس کا عملاً دفاع بھی کیا۔ اس حوالے سے موجودہ شورش میں نظام دفاع کے تنقیدی مطالعے پر کام کرنے کی سفارش کی جاتی ہے۔

4. غیر ملکی ایجنسیاں فلاحی اور رفاہی کاموں کے آڑ میں ریاست کے خلاف سازشیں کر رہی ہیں، اور مسلمانوں کے عقائد و نظریات سے کھیل رہی ہیں، اس لئے حساس اداروں کا یہ فرض ہے کہ وہ ان غیر ملکی ایجنسیوں کی ان سرگرمیوں کو مد نظر رکھ کر ریاست کے دفاع کرنے میں بھرپور کردار ادا کریں۔ اس وقت تک جو کاروائیاں ہوئی ہیں اور اخبارات کی زینت بن چکی ہیں، اس پر تحقیقی کام کرنے کی سفارش کی جاتی ہے۔ جس میں اس موضوع کے اسباب اور محرکات پر بحث کر کے مستقبل کے لئے تجاویز پیش کئے جائے۔